کویت

مولانا محمد انیس رشید

''عالم ناتمام'' کے تحت اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔اس بار ''کویت'' کا تعارف ہدیۂ قارئین ہے۔ ـــــــــ (ادارہ)

کویت جنوب مغربی ایشیا اور مشرق وسطی میں واقع ہے، اس کے شمال اور مغرب میں عراق، جنوب میں سعودی عرب اور مشرق میں خلیج فارس واقع ہیں۔اس کی شمال سے جنوب لمبائی ۱۶۰ کلو میٹر اور مشرق سے مغرب چوڑائی ۱۴۰ کلو میٹر ہے۔ملک کا تقریباً نوے فیصد رقبہ صحرائی ہے۔دور دور تک سبزہ کا نشان ونشان تک نہیں ہے البتہ اس وسیع وعریض صحرائی علاقہ میں چند نخلستان ہیں، ملک میں چند جزیرے بھی ہیں، کویتی سرحد کی کل لمبائی ۴۶۲ کلو میٹر ہے، جس میں سعودی عرب کے ساتھ ۱۶۳ کلو میٹر اور عراق کے ساتھ ۲۵۷ کلو میٹر ہے۔''الرقعی'' پر کویت، عراق اور سعودی عرب کی سرحدیں ملتی ہیں۔کویت کا کل رقبہ ۱۷۸۱۸ مربع کلو میٹر ہے۔جب کہ اس کی آبادی سولہ لاکھ نفوس سے اوپر ہے۔دارالحکومت کویت سٹی کی آبادی ستر ہزار سے زائد ہے، یہاں کے بڑے شہروں میں حولی، سالمیہ، الفروانیہ، مخاحیل، جیطان، الشرق، الشویخ، کیفان، الجابریہ وغیرہ شامل ہیں، یہاں کی سرکاری زبان عربی ہے، تاہم انگریزی زبان بھی یہاں کافی حد تک سمجھی جاتی ہے، اس کے علاوہ برصغیر کے لوگ بھی روزگار کے لیے یہاں آئے ہوئے ہیں اس لیے یہاں اردو کا بھی رواج ہے۔کویت کی یوم آزادی ۱۹ جون ۱۹۶۱ء ہے، ۱۴ مئی ۱۹۶۳ء کو اسے اقوام متحدہ کی رکنیت ملی۔انتظامی لحاظ سے پورے کویت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔یہاں کا موسم سخت گرم اور مرطوب ہوتا ہے اور عام طور سے یہی موسم رہتا ہے، جب کہ سردیوں میں سخت سردی پڑتی ہے۔کھجور، تربوز، خربوزہ، ٹماٹر اور پیاز یہاں کی زرعی پیداوار ہیں۔تیل کی صفائی، پٹرولیم مصنوعات، سمندری پانی کی صفائی، مشروبات، صابن سازی، ٹائل سازی، سیمنٹ اور تعمیراتی سامان یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔تیل اور قدرتی گیس یہاں کے معدنی وسائل ہیں جن کی بدولت کویت کا شمار، امیر ممالک میں ہوتا ہے۔

کویت کے موجودہ جغرافیائی حدود کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا، اس وقت یہ ایک غیر آباد علاقہ تھا، مشہور عرب مؤرخ ابوالفداء کے مطابق موجودہ کویت شہر سے کچھ فاصلے پر موجود کاظمہ نامی مقام پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ایرانی فوج کے مابین تصادم

ہوا جس میں اسلامی فوج کو فتح ہوئی۔ جنگ کاظمہ کے وقت یہ علاقہ بے نام تھا۔ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس علاقے کی نگرانی ایک صحابی کے حوالے کی، جنھوں نے سب سے پہلے اسے آباد کیا۔ جنگ کاظمہ کے بعد سولہویں صدی عیسوی کے آخر میں یہ علاقہ بین الاقوامی منظر پر ابھرا جسے اب کویت کہتے ہیں۔ پرتگالیوں نے فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے یہاں ایک قلعہ تعمیر کیا، اس سے قبل بعض یورپی سیاحوں نے اس علاقے کا تذکرہ تو کیا، لیکن اسے کویت کا نام نہیں دیا۔ کویت کا نام پہلی بار ۱۷۶۵ء میں ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک بحری نقشے میں نمودار ہوا جب اسے القرین نامی ساحلی برج کے ساتھ دکھایا گیا۔ کویت سمندر کے کنارے واقع ہونے کے باوجود انسانی استعمال کے قابل پانی کے قدرتی وسائل سے محروم رہا۔ اس لیے جدید ٹیکنالوجی کے ظہور سے پہلے یہاں تہذیبی ترقی و ارتقا کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔ تاہم اس کے قریبی جزیروں میں قدیم آبادی کے آثار ملے ہیں۔ ۱۷۱۰ء تک یہاں آبادی کے آثار قائم ہو چکے تھے، جب جزیرہ نمائے عرب کے وسطی علاقے سے کچھ قبائل یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ یہ لوگ جنوبی حصے میں آباد ہوئے، جہاں انھیں تازہ پانی کا کنواں دستیاب ہوا۔ ان میں سے قبیلہ عنیزہ کی شاخ قبیلہ الصباح اہم تھا، اس سے قبل بارش کے موسم میں عرب کے صحرا نورد اس کے نخلستانوں کا رخ کرتے تھے۔ جب نخلستانوں کی سبزی ختم ہونے لگتی تو وہ یہاں سے چلے جاتے۔

کویت نظریاتی طور پر والی بصرہ کے ماتحت ہوتا تھا مگر قبائل کے آنے سے اس پر بصرہ کی گرفت کمزور پڑنے لگی۔ ۱۷۲۰ء کے عشرے کے وسط تک الصباح خاندان نے یہاں غیر سرکاری حکمرانی قائم کر لی تھی۔ ان لوگوں نے بدویانہ طرز زندگی ترک کر کے سمندری تجارت، ماہی گیری، سمندری تہہ سے جواہرات اور موتی کی تلاش اور کشتی سازی کے پیشے اختیار کر لیے۔

۱۷۵۶ء میں عرب آبادکاروں نے الصباح قبیلے سے ایک شخص عبدالرحیم الصباح کو یہاں کا حکمران منتخب کر لیا، اس وقت یہ علاقہ عثمانی ترکوں کے ہاتھ میں آ چکا تھا اور کویت ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ ۱۹۶۲ء میں عبدالرحیم کی وفات پر اس کا بیٹا عبداللہ الصباح جانشین بنا تو یہ روایت وجود میں آئی کہ الصباح خاندان کے موزوں ترین افراد کو نیا حکمران منتخب کیا جائے گا۔ یوں اس خاندان کی موروثی بادشاہت قائم ہو گئی۔ عثمانی ترکوں نے بھی جو بصرہ سے کویت پر حکومت کرتے تھے اس روایت کا ہمیشہ احترام کیا۔ جنوری ۱۸۹۹ء میں ایک معاہدے کے تحت کویت کو برطانیہ کا زیر حفاظت علاقہ قرار دیا گیا، معاہدہ کے تحت برطانیہ نے کویت کے خارجی معاملات اور دفاع کی ذمہ داری لے لی۔ جولائی ۱۹۱۳ء میں انگریزوں اور ترک عثمانیوں نے ایک معاہدے کے تحت کویت کو سلطنت عثمانیہ کا ایک خودمختار علاقہ تسلیم کر لیا، اس میں کویت کی سرحدیں متعین کی گئیں۔

پہلی جنگ عظیم میں برطانیہ نے خلافت عثمانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو برطانیہ نے کویت کی آزادی تسلیم

کرا کے امیرِ کویت شیخ مبارک کو پابند کرلیا کہ وہ جنگ میں ترکوں کے خلاف اس کے اتحادیوں میں شامل ہوجائے۔ ۱۹۱۵ء میں شیخ مبارک کی موت پر اس کا بیٹا جابر المبارک جانشین ہوا۔ جابر نے مسلم ترکی کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اعلان کردیا اور عثمانیوں کی رعایا شامی تاجروں کو کویت کے راستے تجارت کی اجازت دے دی۔ اس کے علاوہ خفیہ طور پر ترکوں کو اسلحہ اسمگل کیا۔ انگریزوں کو یہ بات پسند نہ آئی چنانچہ برطانیہ کی شاہی بحریہ نے کویت کی ناکہ بندی کرکے شیخ کو فیصلہ بدلنے پر مجبور کردیا۔ عالمی جنگ کے بعد جب برطانیہ اور فرانس کے درمیان خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کرنے کا وقت آیا تو ۱۹۲۲ء میں کویت کو بے وفائی کی سزا دی گئی اور کویت کا تیل سے معمور مغربی ساحل کا عقبی علاقہ ابن سعود کو دے دیا، تاہم معاہدہ ۱۸۹۹ء کے تحت بدستور برطانیہ کا زیرِ حفاظت علاقہ بنا رہا۔ کویت نے اس ناانصافی کے جواب میں برطانوی کمپنیوں کو اپنے علاقے میں تیل کی تلاش اور کنوؤں کی کھدائی سے منع کردیا۔ ۱۹۳۴ء میں برطانوی کمپنیوں کو کویت آئل کمپنی کے حقوق دے دیئے تاکہ یہاں تیل کی تلاش کی جاسکے۔ ۱۹۳۶ء میں کویت آئل کمپنی نے تیل کی تلاش کے لیے گہری کھدائی شروع کی اور ۱۹۳۸ء میں پہلا کنواں دریافت کرلیا گیا، لیکن ستمبر ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے آغاز پر انگریزوں نے تیل نکالنے کا کام بند کردیا۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد ۱۹۴۶ء میں کویت آئل کمپنی دوبارہ قائم ہوئی اور تیل کی پیداوار شروع ہوئی۔ ۳۰ جون ۱۹۴۶ء کو کویت کا پہلا آئل ٹینکر تیل لے کر دنیا کے دورے پر روانہ ہوا۔

سونے کے ان سیال چشموں کے ابلتے ہی کویت کی قسمت بدل گئی۔ سمندر سے موتی اور سیپیاں نکال کر فروخت کرنے والے بدّو دنیا کے خوشحال ترین باشندے بن گئے، اونٹوں اور گدھوں پر سفر کرنے والے، جدید اور اعلیٰ ترین گاڑیوں میں پھرنے لگے، جلد ہی کویت تیل پیدا کرنے والا سب سے بڑا اور امیر ترین ملک بن گیا۔ دنیا بھر کے لوگ روزگار کے لیے کویت کا رُخ کرنے لگے۔ ۱۹ جون ۱۹۶۱ء کو امیر کویت شیخ عبداللہ اور برطانوی حکومت نے ۱۸۹۹ء کا معاہدہ ختم کردیا اور ایک نئے معاہدہ کی رو سے کویت آزاد ہوگیا۔ آزادی کے بعد کویت میں آئینی بادشاہت کا باقاعدہ نظام قائم ہوا، شیخ نے امیر کویت کا لقب اختیار کیا، آزادی کے صرف ایک ہفتے کے بعد ۲۶ جون کو عراقی حکمران جنرل عبدالکریم قاسم نے آزادیٔ کویت کو مسترد کیا اور کہا کہ کویت عراق کا اٹوٹ انگ ہے، یہ صوبہ بصرہ کا جزو ہے اور یہ عراق کا حصہ بن کر رہے گا اور پھر جنرل قاسم نے عراقی فوجیں کویت میں داخل کردیں، امیر کویت نے برطانیہ سے مداخلت کی اپیل کی۔ چنانچہ برطانیہ نے فوراً ہی اپنی فوجیں بھیج دیں، سرحدی علاقوں میں زبردست جھڑپیں ہوئیں چنانچہ عراقی فوجیں پسپا ہوگئیں۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۱ء کو جب عرب لیگ نے کویت کی آزادی تسلیم کرلی تو عراق اپنے دعوے سے دستبردار ہوگیا۔ اکتوبر ۱۹۶۳ء میں عراق نے کویت کی آزادی کو تسلیم کرلیا، دونوں ممالک کے درمیان مضبوط تعلقات کا آغاز ہوا۔

۵ جون ۱۹۶۷ء کو مشرق وسطی بحران کے دوران کویت نے اپنی فوج مصر بھیجی لیکن ان فوجوں نے عرب اسرائیل جنگ میں کوئی کردار ادا نہ کیا، اس کے علاوہ کویت نے مصر اور اردن کے لیے ۱۳۲ ملین ڈالر سالانہ اقتصادی امداد منظور کی۔ ۱۹۷۱ء میں برطانیہ نے اپنی تمام فوجیں کویت سے نکال لیں۔ ۲۰ مارچ ۱۹۷۳ء کو کویت میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا اور عراق کے ساتھ ملحقہ سرحد بند کر دی گئی کیوں کہ عراق نے دوبارہ اس پر حملہ کر کے قابض ہونے کی کوشش کی، عراقی فوجیں کویت کے اندر تک چلی گئیں لیکن اس مرتبہ بھی برطانوی فوجی مداخلت کی وجہ سے عراق کو پسپا ہونا پڑا۔ مئی ۱۹۸۱ء میں کویت نے دیگر پانچ خلیجی ممالک کے ساتھ مل کر خلیجی تعاون کونسل قائم کی۔ ۲۶ تا ۲۹ جنوری ۱۹۸۷ء پانچویں اسلامی سربراہ کانفرنس کویت میں منعقد ہوئی، ایران اور لیبیا نے احتجاجاً کانفرنس میں شرکت نہیں کی۔ ایران نے کویت پر الزام لگایا کہ وہ عراق کی فوجی و مالی مدد کر رہا ہے، اسی بنا پر ایران نے کویت کے آئل ٹینکروں پر حملے شروع کر دیئے، ان حملوں سے بچنے کے لیے کویت نے اپنے گیارہ آئل ٹینکر، امریکی بحریہ کی نگرانی میں دے دیئے۔ جولائی ۱۹۸۷ء میں امریکی بحری بیڑے کویتی ٹینکروں کی حفاظت کے لیے خلیج پہنچ گئے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو عراق نے الزام لگایا کہ کویت عراقی سرحد کے قریب واقع تیل کے کنوؤں سے جو تیل نکال رہا اس کی وجہ سے عراقی تیل کے کنوؤں میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس کی بنیاد پر دونوں ممالک کے مابین اختلافات شدید ہو گئے۔ ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو عراق نے فوج کشی کر کے پورے کویت پر قبضہ کر لیا۔ امیر کویت، تمام وزرا اور ہائی کمان کے ممبران فرار ہو کر سعودیہ پہنچ گئے۔ امریکا نے فوری مداخلت کی اور اپنی فوجیں خلیج میں اتار دیں۔ شیخ جابر اور باقی شاہی خاندان نے طائف کے شیرٹن ہوٹل میں جلاوطن حکومت قائم کر لی۔

یہ علاقائی مہم ایک شدید اور بڑے بین الاقوامی بحران کی شکل اختیار کر گئی اور پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی، ساری دنیا نے عراق کے اس اقدام کی مخالفت کی۔ عرب لیگ، یورپی یونین اور سپر طاقتوں نے مل کر سلامتی کونسل کے ذریعے عراق کے خلاف اقتصادی بائیکاٹ کی قرارداد منظور کر لی، عراق کو مجبور کیا گیا کہ وہ کویت خالی کر دے، لیکن صدام نے حالات کی نزاکت کو سمجھنے میں بھیانک غلطی کی اور اپنی ضد پر ڈٹا رہا، عراقی قبضہ سے سعودی سلامتی بھی خطرے میں پڑ گئی۔ چنانچہ اس نے امریکی فوج طلب کرنے کے علاوہ کئی عرب، مسلم اور یورپی ممالک سے فوجی دستے منگوا لیے۔ سلامتی کونسل نے صدام کو ۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء کی ڈیڈ لائن دی جسے صدام نے مسترد کر دیا اور جنگ جاری رکھنے کا اعلان کیا۔ ۱۷ جنوری کو امریکا سمیت ۳۵ ممالک کی افواج نے عراق پر حملہ کر دیا، چالیس روز تک عراق پر بمباری ہوتی رہی، بالآخر ۲۷ فروری کو عراقی فوج کی کویت سے واپسی ہوئی، عراق اس قدر کمزور اور شکست خوردہ ہوا کہ اسے امریکا اور اقوام متحدہ کی تمام شرائط قبول کرنے پر آمادہ ہونا پڑا، چند روز بعد امریکی نگرانی میں شیخ جابر نے واپس آ کر دوبارہ اقتدار سنبھال لیا۔ ☆☆☆